افغانستان کے شہر انقلاب ہرات کا علمی و تاریخی پس منظر

(Intellectual and Historical Background of Herat, Afghanistan: the City Inspiring Revolutions)

محمد عالم ☆

Abstract

Herat, presently the third largest city of Afghanistan has a long historical background. According to sources, built in about 1500 BC, the region of Herat was historically part of Greater Khurāsān and was controlled by the Tahirids followed by the Saffarids, Samanids, Ghaznavids, Ghurids, Ilkhanates, Timurids, and Saffavids until the early-18th century when it became part of the Afghan Hotaki dynasty followed by the Durrani Empire. This city has seen many revolutions and can be resembled second to Delhi, India. The city has produced dozens of Muslim scholars who were masters in various sciences of religion, literature, medicine and other fields. The following article describes in brief, history of the city, talks about its famous scholars and glory of the past.

ہرات:

ہرات جدید افغانستان کا صوبہ ہے۔اس کے شمال میں روس، مغرب میں ایران ، مشرق میں مغربی افغانستان ، ترکستان اور جنوب میں قندھار کی ولایت واقع ہیں۔اس کے میدانی علاقے کافی زرخیز ہیں جن کو دریائے ہری رود ، دریائے مرغاب ، دریائے ہلمند ، اور دریائے ادرسکان سیراب کرتی ہیں۔صوبے کا مشرقی حصہ ہزارہ جات کے پہاڑی سلسلے پر مشتمل ہے جبکہ جنوبی حصہ کھلا ہوا ہے۔جہاں سے ایک بڑی تجارتی شاہراہ قندھار کے راستے سیستان جاتی ہے۔ہرات کا مغربی حصہ خراسانی صحراؤں پر مشتمل ہے۔

نسلی اعتبار سے ہرات کے باشندے ہراتی ہیں جو ایرانی النسل ہونے کی وجہ فارسی گو یندہ Persian Speaking ہیں۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ شمال میں افغان نسل کے لوگ بھی ہیں جو درانی ، غلزئی اور کاکڑ اقوام پر مشتمل ہیں۔کچھ جمشیدی ، فیروزی ، تیموری اور شیمانی نسل کے لوگ بھی ہرات میں رہتے ہیں۔جن کو چاریماک کے

* اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات ,انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز ,پشاور یونیورسٹی

مجموعی نام سے یاد کیا جاتاہے۔ جبکہ ہزارہ جات کے پہاڑی سلسلے میں ہزارہ اقوام رہائش پذیر ہیں۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق ہرات کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ انتظامی لحاظ سے صوبہ ہرات کو سولہ اضلاع میں تقسیم کیا گیاہے۔ جو تمام کے تمام صوبائی گورنر کے ماتحت کام کرتے ہیں[1]۔

جیسا کہ سب کے علم میں ہے کہ شہر اور قصبے انسانی تہذیب و تمدن کی جز بندی ، ہیئت سازی اور ارتقاء میں نمایاں کردار اد کرتے ہیں۔ ہر شہر کسی بھی ملک اور قوم کی پہچان اور تشخص کا آئینہ دار ہوتاہے۔ جدید اور قدیم دونوں ادوار میں کسی شہر کی اہمیت کی تحدید اور اس کا تعین اس کے تاریخی ، سیاسی اور اقتصادی پہلو سے کیاجا تاہے۔ مذکورہ تینوں میں اقتصادی پہلو کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔اور عمرانیات میں زیادہ تر معاشی اور اقتصادی پہلو ہی کو مد نظر رکھ کر کسی شہر کی اہمیت و افادیت کو جانچا جاتاہے۔ بلا شبہ کسی شہر کی تاریخی اور سیاسی اہمیت کو بھی اس استقصائی عمل میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ معاشی ابتری اور اقتصادی عدم استحکام نے دنیا کے ان بڑے بڑے شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے جو کسی دور میں تاریخ اور سیاست کے علمبردار رہے تھے۔ جدید ماہرین معاشیات کے نزدیک کسی شہر کا از روئے معیشت خود کفیل ہونا اتنا اہم نہیں جتنا کہ اقتصادیات کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں اس کے کردار کا اہم ہونا ہےمثلاً َ مو اصلات اقتصادی رو کے استمرار کا ضامن ہوتی ہیں۔ لہٰذا کوئی شہر جتنا بھی زمینی ، ہوائی اور آبی شاہراہوں کے سنگھم پر واقع ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ عہد قدیم سے لے کر اکیسویں صدی عیسوی کے اس انتہائی ارتقائی منہج پر بھی بڑے بڑے شاہراہوں کے سنگھم پر ٹاون شپ اسکیمز کو فروغ دیا جاتا رہا ہے۔

بحر روم سے ہندوستان اور چین کی طرف جانے والی تجارتی شاہراہ پر واقع ہر ات [موجودہ افغانستان کے تیسرے بڑے شہر] نے اپنی جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے کسی بھی صدی میں اپنی اہمیت کھو نہیں دی ہے۔ اسے تجارتی اور اقتصادی پہلو سے آج جو اہمیت حاصل ہے وہ افغانستان کے کسی دوسرے شہر بلکہ خود کابل کو بھی حاصل نہیں۔ ہرات اس لحاظ سے بھی قدیم شہر گردانا جاتاہے۔ کہ قبل از مسیح زرتشت کی مقدس کتاب ژند اوستا میں بھی اس کا ذکر ملتاہے۔ جہاں اس کو ہریوں کے نام سے یا دکیا جاتاہے۔ قدیم عربی اور فارسی ادب میں اس کے دیگر نام ہر ا، ہراہ ، ہری اور ہریو بھی متعارف ہیں۔[2] یونانی زبان اور سرکاری دستاویزات میں ہرات اپیا کے نام سے پہچانا جاتاہے۔[3] یا قوت الحموی نے معجم البلدان میں دعویٰ کیا ہے کہ ہرات کو زمانہ قبل از مسیح میں

سکندراعظم نے آریہ کے مقام پر اپنی فتوحات چین کے دوران بسایا تھا۔اور یہاں پر بڑی بڑی چوکیاں ، قلعے ، برج اور دروازے تعمیر کیے تھے۔اس کو اسکندریہ کہا جا تا تھا۔[4]

اس کے برعکس افغان مؤرخین کا موقف ہے کہ ہرات دراصل 1500 قبل مسیح کے افغان شاہی آریہ یا آریانہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔اور اس عہد کے مقامی باشندوں نے ہی اسے بسایا ہے۔[5] کچھ دیگر مؤرخین کی آراء بھی اس بات کی تائید کر تی ہیں جن کے نزدیک سکندراعظم نے قدیم ہرات کی بنیادوں پر ہی اپنے نام سے اسکندریاآریورم (Alexandria Ariorum)کو تعمیر کیا۔[6]

سکند ر اعظم کے بعد ساتویں صدی عیسوی کے عرب فتوحات تک ہرات مختلف شاہی خاندانوں کے زیر تسلط رہا جن میں ایران کے پہلوی اور ساسانی خاندان قابل ذکر ہیں۔(٦) تاریخ کے اس درمیانی وقفے میں ہرات نے خاندانوں کے عروج و زوال کے شاندار اور کبھی روح فرسا مناظر دیکھے۔اور خود بھی متعدد بار تباہی سے دوچار ہوا۔باربار اجڑنے اور بسنے کے لحاظ سے جس طرح جنوبی ایشیاء کا دوسرا شہر دہلی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔اسی طرح عروج و زوال کے خونی چکر کے لحاظ سے مغربی ایشیاء کا دوسرا شہر ہرات کا ہم پلہ نہیں رہا۔ساتویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں احنف بن قیسؓ اور عہد اسعد بن عامرؓ کی قیادت میں اسلامی فوجیں ساسانی افواج کا پیچھا کرتی ہوئی دریائے جیجون کو پار کرکے جب وادی خراسان میں داخل ہوئیں۔تو ہرات بو شنج اور بادغیس کے رئیس اعظم نے دیگر رؤسا ئے خراسان کی طرح صلح اور ادائیگی جزیہ کی پیش کش کردی۔اور عبد اللہ بن عامر کے ساتھ اس تاریخی معاہدے پر دستخط کیے ۔[7] جس کا متن بلا ذری نے فتوح البلدان میں یوں نقل کیا ہے۔

" بسم اللَّه الرَّحْمَنِ الرحيم: هَذَا ما أمر به عَبْد اللَّهِ بْن عَامِر عظيم هراة وبوشنج وبادغيس، أمره بتقوى اللَّه، ومناصحة المسلمين، وإصلاح ما تحت يديه منَ الأرضين، وصالحه عن هراة سهلها وجبلها على أن يؤدى من الجزية ما صالحه عَلَيْهِ، وأن يقسم ذلك عَلَى الأرضين عدلا بينهم، فمن منع ما عَلَيْهِ فلا عهد له ولا ذمة، وكتب ربيع بْن نهشل وختم ابن عَامِر"۔

”ترجمہ : اللہ کے نام سے شروع کرتاہوں جو رحمان اور رحیم ہے۔اس عہد نامہ کے تحت عبداللہ بن عامر ہرات بو شنج و بادغیس کے رئیس کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور مسلمانوں کے ساتھ نصیحت آمیز رویہ رکھنے کا حکم دیتاہے۔ اور اس بات کا بھی کہ وہ اپنے ما تحت اقلیم کی اصلاح کا خیال رکھیں گے۔اس معاہد ہ کے تحت عظیم ہرات کے

ساتھ اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ ہرات کے میدانی اور پہاڑی علاقوں کے پید اوار سے حسب معاہد ہ جزیہ اد ا کرے گا۔اس معاہد ہ کو ربیع بن نہشل نے قلم بند کیا اور ابن عامر نے اس پر مہر ثبت فرمائی ''[8]

بعد ازاں ساتویں صدی ہجری تک ہرات عرب عملداری کے تحت رہا۔ اس دوران اہل ہرات نے ایک دوبار بغاوت کی لیکن اس کو سختی سے کچلا گیا اس کے علاوہ عرب سے تعلق رکھنے والے کچھ مذہبی گروہوں نے ابن الاشعث کی قیادت میں بھی بغاوت کا علم بلند کیا تھا لیکن یزید بن مہلب نے ان کو شکست دے کر ہرات سے باہر دھکیل دیا۔اس کے علاوہ ہرات عرب عملداری کے دوران استاذ سیس اور اس کے پیر وکاروں کا بھی مرکز رہا تھا۔ بنو امیہ کے خلافت کے آخری ایام میں ہرات عرب قبائل اور مسلمانوں کے مذہبی گروہوں کے درمیان ہنگاموں کا گڑھ بن گیا یہی ہنگامے بعد میں بنو امیہ کے زوال اور بنو عباس کے عروج پر منتج ہوئے۔[9] اپنی عملداری کے دوران عربوں نے ہرات کی عظمت کو فروغ دیا اور اسے معاشی ، سیاسی ، معاشرتی اور تعلیمی میدان میں اس خطے کا اہم مرکز بنایا۔ساتویں صدی ہجری کے اختتامی مراحل میں ہرات علوم دینیہ اور درس نظامی کے مدارس کا گڑھ تھا ۔جہاں وسطی ایشیاء ، چین ، ہندوستان اور خلیج سے طلباء آکر علم کی پیاس بجھا یا کرتے تھے[10] عرب عملداری کے دوران ہرات کا شہر پا رچہ بافی، نقش نگاری ، فن مصوری ، خطاطی اور اعلیٰ قسم کے برتن سازی کے لئے مشہور تھا۔[11] خود ہرات کو قدرت نے حسین مناظر اور شادابی سے نوازا تھا۔یا قوت الحموی نے ساتویں صدی ہجری کے ہرات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''لم أر بخراسان عند كوني بها في سنة 607 مدينة أجلّ ولا أعظم ولا أفخم ولا أحسن ولا أكثر أهلا منها، فيها بساتين كثيرة ومياه غزيرة وخيرات كثيرة"

ترجمہ : ''۶۰۷ ھ میں جب میں خراسان میں تھا، توایسے کسی اور شہر کو نہیں دیکھا جو ہرات کے مقابلے میں زیادہ بڑا ، زیادہ خوبصورت اور زیادہ آبادی والا ہو، بلا شبہ یہ زیادہ باغات ، میٹھے پانی اور ہر قسم کے خیر سے بھر پور شہر ہے-''۔

شعراء نے بھی ہرات کی خوبصورتی کو اپنے اشعار میں سمو دیا ہے۔ ہرات کا ذکر کرتے ہوئے أبواحمد السامی الہروی[12] نے کہا ہے :

هراة أرض خصبها واسع　　ونبتها اللّفّاح والنرجس
ما أحد منها إلى غيرها　　يخرج إلا بعد ما يفلس[13]

ترجمہ :ہرات ایک وسیع وادی والی زمین ہے اس کے پیداوار میں سیب اور گل نرگس شامل ہیں۔کوئی بھی اسے چھوڑ کر دوسرے شہر جانے کا ارادہ نہیں رکھتا سوائے اس کے جو بہت زیادہ محتاج ہو۔

اسی طرح مشہورادیب الزوزنی نے کہا ہے :

هراة أردت مقامي بها　　لشتّى فضائلها الوافره
نسيم الشمال وأعنابها　　وأعين غزلانها الساحره[14]

ترجمہ: میں نے ہرات میں قیام کرنے کا ارادہ کیا کہ یہ متعدد فضائل سے بھر پور ہے۔ان میں شمال سے چلنے والی ہوا ،انگور کے باغ اور نوجوان لڑکیوں کی مسحور کرنے والی بڑی آنکھیں شامل ہیں۔

عرب عملداری اور اسلامی حکومتوں کے دوران ہرات نے نابغۂ روزگار علماء ، فقہاء اور محدثین کو جنم دیا۔یاقوت الحموی نے جہاں ہرات کو محشوة بالعلماء و مملؤة باهل الفضل والثراء یعنی اہل علم و فضیلت سے بھرے ہوئے شہر کے نام سے تعبیر کیا ہے "[15]وہاں ابن منصور السمعان (م ۵۶۴ ھ) نے الانساب میں ہرات کے بارے میں لکھا ہے۔

احدى بلا د الخراسان خرج منها جماعة من العلما ء والأئمة فى كل فن۔[16]

ہرات سے متعلق اسی سے ملتے جلتے تاثرات محمد فرید وجدی صاحب دائرۃ المعارف القرن العشرین نے دی ہیں۔[17]ہرات سے تعلق رکھنے والے علماء محدثین اور فقہاء میں سرفہرست نام ابو علی الحسین بن ادریس الانصاری الہروی (م ۳۰۱ ھ) کا ہے۔انہیں دمشق میں ہشام بن عمار اور بغداد میں عثمان بن اَبی شیبہ سے سماعتِ حدیث کا شرف حاصل ہے۔ان سے حاتم بن حبان اور دیگر ائمہ نے سماعت کی ہے۔امام بخاری کی تاریخ الکبیر کے نہج پر حسین بن ادریس نے بھی حروف معجمہ کے تحت کتاب تصنیف کی ہے۔حسین بن ادریس ثقہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔[18] دوسرے ابو زید الہروی ہیں انہوں نے شعبہ سے سماعت کی ہے۔جبکہ اس سے احمد بن مقدام اور عراق کے دیگر ائمہ نے سماعت کی ہے ابو زید ہروی۲۱۱ ھ میں فوت ہو چکے ہیں۔

تیسرے محدث ابوالصلت عبدا لسلام بن صالح الہروی ہیں۔وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اعمش ، مجاہد اور ابن عباس کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے: أنا مدينة العلم وعلى بابها، فمن أراد المدينة فليأت من قبل الباب ابو حاتم بن حبان نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔ ''وهٰذا شئ لااصل له ''[19] ان سے محمد بن ہشام نے سماعت کی ہے۔اس نے بصرہ ،کو فہ ،یمن اور حجاز کی طرف اپنے علمی اسفار کے دوران حماد بن زید ، امام مالک ،

سفیان بن عیینہ اور امام عبدالرزاق بن ہمام کے ساتھ ملا قات کی ہے۔ ابوالصلت عبدالسلام نے فرقہ مرجیۃ، جہمیۃ ، زنا دقہ اور قدریہ کی رد میں کتابیں لکھیں۔[20] ابوالصلت عبد السلام الہروی ۲۳٦ ھ کو وفات پا چکے ہیں۔

ہرات سے تعلق رکھنے والے دو اور محدث بھی مشہور ہیں۔ ان میں ایک ابو محمد بن یوسف الہروی ہیں جنہوں نے محمد بن احمد بن یزید الانصاری سے سماعت کی ہے جبکہ ان سے احمد بن ایوب الطبری نے روایت کی ہے۔ اور دوسرے ابو منصور محمد بن حسن الہروی ہیں ، جوماوراء النہر میں سکونت پذیر رہے۔ یہ سنن ابو داؤ د کے رواۃ میں شامل ہیں اور۴۰۲ ھ میں وفات پا چکے ہیں۔[21] اس کے علاوہ مولانا عبدا لرحمان جامی (م ۱٦۹۲) اور خواجہ عبداللہ الانصاری بھی ہرات کے رہائشی رہے ہیں اور وہیں وفات پاگئے۔[22] مشہور ارض ِپیما السائح الہروی کا تعلق بھی ہرات سے تھا۔ یہ پہلے ارض پیما ہیں جنہوں نے بغیر سیاحت کے دنیا کی پیمائش کی تھی[23]۔ ان کا پورا نام علی بن ابی بکر السائح الہروی (متوفی ٦۱۱ ھ) ہے۔ یہ الا شارات الی معرفۃ الز یارات اور منا زل الا رض ذات الطول والعرض کے مصنف ہیں۔[24]

ان علماء کے علاوہ ہرات سے تعلق رکھنے والے فضلاء میں اشتقاق فی الاسماء کے مصنف عبدالملک الہروی (م۲۵۰ ھ)، کتاب الا قضیہ کے مصنف عبداللہ بن عروہ(متوفی ۳۱۱ ھ)، تاریخ ہرات کے مصنف احمد بن محمد الہروی (م۳۳۴ ھ)، ان کے ہم نام کتا ب الذخائر فی الحدیث اورغریب القرآن کے مصنف احمد بن محمد الہروی (م۴۰۱ ھ)اور شمس المجالس کے مصنف ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد الہروی (م ۴۸۱ ھ) بھی شامل ہیں [25]۔

گیارھویں صدی عیسو ی میں خلافت بغداد کافی حدتک کمزور ہوگئی تھی۔ اور اب اس کے لئے ممکن نہیں رہا تھا کہ مشرقی خلافت اور اقالیم کو اپنے تسلط میں رکھ سکے۔ خلافت کے ارد گرد اور دور دراز علاقوں کے عمال ، رؤ ساء اور گورنر خلیفہ بغداد سے سند خلافت لے رہے تھے اورخلافت اسلامیہ وسیع پیمانے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ ان حالات میں خراسان کے اس خطے میں بھی عرب عملداری انحطاط سے دوچار ہوئی جس نے ہرات کے مغربی سرحد پر ایرانی حملہ آوروں کے لئے ایک سنہری موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے مغربی سرحد سے ایران کے صفاری اور بعد ازاں سامانی خاندان نے ہرات پر قبضہ کر کے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ سلطان محمود غزنوی اور اس کے بعد خاندان ِغوری کے طاقتور ادوار میں ہرات غزنوی اور غوری خاندانوں کے زیر تسلط رہا۔ غوری خاندان کی کمزوری کے بعد ہرات خوارزم شاہ کے قبضے میں آیا۔[26] منگول مہم جوئی سے ذرا پہلے خاندان ِغوری کی ایک ذیلی شاخ کارت نے ہرات میں ایسی ہی ریاست قائم کی تھی جس طرح بنو امیہ کے زوال کے بعد عبدا لرحمٰن الداخل

نے سپین میں اموی شاخ کی حکومت قائم کی تھی جو چودھویں صدی عیسوی کے اواخر تک رہی تا آنکہ تیمور لنگ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔[27]

تیموری خاندان کی گرفت کمزور ہوتے ہی حسب سابق ایران کے صفوی خاندان نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔بعد ازاں درانی خاندان کے مختصر وقفے کی راج سے قطع نظر ، اٹھارویں صدی عیسوی کے اوائل تک ہرات ایران کے نادرشاہ کے مقبوضات میں شامل رہا۔ ۱۷۳۰ء میں احمد شاہ درانی منظر عام پر آگئے تو ایران کی شاہی خاندان کو ہرات سے بے دخل کیا گیا۔ بعدا زاں درانی خاندان کے زوال کے باوجود ہرات ۱۸۶۱ء تک درانی خاندان کے کامران شاہ کے تحت رہا۔اس نے ایک بفرسٹیٹ کی حیثیت اختیار کر لی جس کے مغرب میں ایران اور شمال میں روس جیسی طاقتیں تھیں۔اس کے ساتھ ساتھ خلیج فارس میں برطانوی افواج بھی موجود تھیں جن کا ایرانی سلطنت کے ساتھ کئی بار سامنا ہوچکا تھا۔ ہرات کو کامران شاہ سے چھیننے کے لئے ایران نے ۱۸۲۳ اور۱۸۳۷ میں اس پردو بڑے حملے کیے۔ اور اگر سرکا رِ برطانیہ کرنل سٹوڈرٹ اور لیفٹننٹ ریلڈرڈ کی وساطت سے جنگ میں دخل اندازی نہ کرتی تو ہرات پر ایران کا قبضہ ہو چکا ہو تا۔[28] پھر بھی ایران وقفے وقفے سے ہر ات پر شبخون مار تا رہا۔ تاہم جب۱۸۵۷ء میں برطانوی افواج نے بر صغیر کے اندر بغاوتوں کو کچلنے کے لئے ایران کی سرحدات سے فوجیں بلانے کی ضرورت محسوس کی۔تو اسی سال شاہ ایران اور برطانوی سرکا ر کے درمیان جنگ بندی کا معاہد ہ ہوا۔ ایران نے بھی ہرات سے اپنی افواج پیچھے ہٹادیں۔اور معاہدہ کے تحت سلطان احمد خان کو ہرات کا والی مقرر کیا گیا۔[29] تاہم ۱۸۶۱ء میں وہ کا بل کے امیر دوست محمد خان کے حملوں کا مقابلہ نہ کر سکا جس کے نتیجے میں ہرات کو باضابطہ طورپر کا بل کے مقبوضات میں شامل کیا گیا۔[30]

آج کل ہرات افغانستان کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور پرامن علاقوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تیل، گیس اور تانبے کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں، جو یہاں کی اقتصادی ترقی اور تیزی سے ہونے والی تعمیرِ نو کی وجہ ہیں۔ ہرات شہر کے جنوب میں بنائے گئے ایک نئے صنعتی شہر میں اب تین سو کے قریب کارخانے ہیں جن سے تیس ہزار افراد کاروزگار وابستہ ہے۔ ہرات میں حالات میں قدرے استحکام کی وجہ سے یہاں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا ہے جس کی بدولت یہ ملک کے جدید اور صنعتی طورپر ترقی یافتہ علاقوں کی فہرست میں شامل ہو گیاہے۔اسی وجہ سے یہاں سے نقل مکانی کرنے والے افراد کی بڑی تعداد میں واپسی ہوئی ہے۔ ماضی قریب میں ہرات میں خودکش دھماکوں اور عسکریت پسندوں کے حملوں میں متعدد افراد مارے گئے ہیں۔اس پرامن علاقے میں اچانک ان پر تشدد واقعات نے مقامی آبادی کو پریشان کر دیاہے اور وہ یہ سوال کرتے نظر آرہے

ہیں کہ غیر ملکی افواج کے انخلاء کے بعد ان کا مستقبل کیا ہو گا۔ عسکری لحاظ سے ہرات ایساف / نیٹو کی مغربی کمان کے دائرۂ کار میں آتا ہے جس کی قیادت اٹلی کے پاس ہے۔ اس صوبے میں چھ ہزار پانچ سو اطالوی فوجی تعینات ہیں [31]۔

حواشی و مصادر

[1]۔ ہرات کے تازہ ترین اعداد و شمار کے لئے دیکھئے: http://en.wikipedia.org/wiki/Herat_Province

[2]۔ عبدالحی حبیبی، تاریخ حبیبی، ص:۵۵۔

[3]۔ نفس مصدر، ص:۵۵۔

[4]۔ أبوعبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومي الحموي، معجم البلدان، جلد ۵، صفحہ ۳۹۶، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۵۔

[5]۔ وجدی، ''دائرۃ المعارف القرآن العشرین''، بذیل ''ھراۃ''۔

[6]۔ نفس مصدر۔

[7]۔ نفس مصدر۔

[8] البلاذری، احمد بن یحیی بن جابر بن داود، فتوح البلدان, صفحہ: ۳۹۲-۴۱۶ [ہراۃ] مکتبۃ الھلال، بیروت، ۱۹۸۸۔

[9]۔ نفس مصدر و صفحات۔

[10]۔ نفس مصدر و صفحات۔

[11]۔ محمد فرید وجدی، دائرۃ المعارف القرن العشرین، بذیل ہراۃ۔

[12] ۔ابو احمد السامی الہروی کی حالات زندگی کے لیے دیکھیے: حاجی خلیفہ، کشف الظنون۔ -

[13] البلاذری، احمد بن یحیی بن جابر بن داود، فتوح البلدان, جلد ۵، صفحہ: ۳۹۷، مکتبۃ الھلال، بیروت، ۱۹۸۸۔

[14]۔ البلاذری، احمد بن یحیی بن جابر بن داود، فتوح البلدان, جلد ۵، صفحہ: ۳۹۷، مکتبۃ الھلال، بیروت، ۱۹۸۸۔

[15]۔ نفس مصدر، بذیل ہراۃ۔

[16]۔ السمعانی، عبد الکریم بن محمد بن منصور، الانساب، صفحہ ۴۰۴، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدرآباد، ۱۹۶۲۔

[17]۔ محمد فرید وجدی، دائرۃ المعارف القرن العشرین، بذیل ہراۃ۔

[18]۔ نفس مصدر۔

[19]۔محمد بن حبان البستی، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، جلد ۲، صفحہ ۱۵۱، دار الوعی، حلب، ۱۳۹۶ھ، السمعانی، عبد الکریم بن محمد بن منصور، الانساب، صفحہ ۴۰۴، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدرآباد، ۱۹۶۲۔

[20]۔ السمعانی، عبد الکریم بن محمد بن منصور، الانساب، صفحہ ۴۰۴، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدرآباد، ۱۹۶۲۔

[21] شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، تاریخ الاسلام ووفیات مشاہیر والاعلام، تحقیق: ڈاکٹر بشار عواد معروف، دار الغرب الاسلامی، ۲۰۰۳۔

22۔ مقدسی، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ص:۲۴۰۔

23 حاجی خلیفہ، کشف الظنون، دارالفکر، ۱۹۹۸۔

24۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، دارالفکر، ۱۹۹۸، یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۲۱۰:۴

25۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، دارالفکر، ۱۹۹۸، یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۲۱۰:۴

26۔ الحموی، مذکور

27۔ "غزنین" ۱۹۹۲ء، دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، دانشگاہ، پنجاب

28۔ نفس مصدر۔

29۔ عبدالحی حبیبی، تاریخ حبیبی، ص:۹۶۔

30۔ مذکور، ص:۹۷۔

31۔ دیکھئے: http://www.bbc.co.uk/urdu/pakistan